ابن حزم اندلسی

جناب ثروت صولت

چوتھی صدی ہجری کا زمانہ اسلامی اندلس کی تاریخ کا سب سے زیادہ شاندار دور تھا۔ خلافت قرطبہ کی دھاک خلیج بسکے سے لیکر جنوب میں آبنائے جبل الطارق تک پورے ملک میں بیٹھی ہوئی تھی بلکہ اس صدی کے آخر میں مراکش کا شمالی حصہ بھی اندلس کے زیر اقتدار آچکا تھا۔ اندلس کا بحری بیڑہ بھی شاید ہی کسی دور میں اتنا طاقتور رہا ہو جتنا اس زمانے میں تھا۔ سیاسی استحکام نے علمی اور تمدنی ترقی کے لئے راہیں ہموار کردی تھیں۔ الزھرہ اور الزاہرہ کے بے مثل محلات اور قرطبہ کی جلیل اور جمیل مسجد اس صدی کی تعمیرات کا نمونہ ہیں۔ ایک طرف اندلس کا سب سے بڑا شاعر اور ادیب ابن عبد ربہ دربار قرطبہ سے وابستہ اپنے ادبی موتی بکھیر رہا تھا تو دوسری طرف جدید فن جراحی کا بانی زہروی اپنے مکان کے ایک گوشہ میں بیٹھا مشہور عالم کتاب "التصریف" لکھنے میں مصروف تھا۔ غالباً یہی وہ زمانہ تھا جب ابن فرناس نے دنیا کا پہلا ہوائی جہاز بنانے کی کوشش کی قصر خلافت میں حکم ثانی (۳۵۰ھ تا ۳۶۶ھ) نے جو کتب خانہ قائم کیا تھا وہ شاید اس زمانے میں دنیا کا سب سے بڑا کتب خانہ تھا۔ اس کتب خانے کی بدولت دربار شاہی ایک علمی اکادمی کی شکل اختیار کر گیا تھا۔ تہذیب و تمدن اور علم و ادب کی ترقی کے اس دور میں خلافت قرطبہ کے حاجب اور مختار کل منصور بن عامر (۳۶۶ھ تا ۳۹۲ھ) کے وزیر احمد بن سعید کے یہاں لڑکا پیدا ہوا۔ ولادت کا زمانہ اور وقت بڑا مبارک تھا۔ رمضان کی آخری تاریخ تھی صبح کی نماز ہو چکی تھی لیکن ابھی آفتاب طلوع نہیں ہوا تھا۔ کسے خبر تھی کہ قرطبہ کے مشرقی حصے میں واقع احمد بن سعید کے محل میں جو بچہ پیدا ہوا ہے، وہ ایک دن علم و ادب کا آفتاب بن کر چمکے گا۔ بچے کا نام علی رکھا گیا لیکن وہ تاریخ میں اپنے جد اعلیٰ کی نسبت سے ابن حزم کے نام سے مشہور ہوا۔

ابن حزم کا خاندان ایرانی النسل تھا۔ ان کے جد اعلیٰ یزید فارسی پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا۔ وہ مشہور صحابی یزید بن ابی سفیان کے آزاد کردہ غلام تھے۔ اسلام لانے سے پہلے وہ عیسائی تھے۔ ان کے پڑپوتے خلف بن معدان اندلس منتقل ہوگئے تھے جہاں انہوں نے مغربی اندلس کے قریہ منت لیشم میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ بعد میں ابن حزم کے بزرگ اگرچہ قرطبہ چلے گئے جہاں وہ ممتاز عہدوں پر فائز ہوئے لیکن قریہ منت لیشم سے ان کے خاندان کا تعلق آخر وقت تک قائم رہا۔ ان کے والد منصور کے بعد اس کے لڑکے مظفر (۳۹۳ھ تا ۳۹۹ھ) کے عہد میں بھی وزارت کے عہدے پر فائز رہے۔ والد کے اس قدر بلند منصب پر فائز ہونے کی وجہ سے ابن حزم کو بہترین تعلیم ملی اور علم حاصل کرنے کی وہ سہولتیں حاصل رہیں جو عام لوگوں کو میسر نہیں تھیں بعد میں جب علمی مباحثوں کی وجہ سے بہت سے علما ابن حزم کے مخالف ہوگئے تھے تو ابن حزم ان پر یہ طنز کیا کرتے تھے کہ میں نے تم لوگوں کی طرح چٹائی پر بیٹھکر اور دست سوال دراز کرکے علم نہیں حاصل کیا بلکہ قالینوں پر بیٹھ کر حاصل کیا ہے۔

لیکن ابن حزم کو یہ سکون و اطمینان زیادہ عرصہ حاصل نہیں رہا۔ بنی عامر کے بڑھتے ہوئے اقتدار کے خلاف اموی خاندان میں شورش پیدا ہوئی۔ نئے حاجب عبدالرحمن کو جو اپنے بھائی مظفر کے بعد اقتدار کی گدی پر بیٹھا تھا قتل کر دیا گیا اور قرطبہ میں وہ ہنگامے اور فساد ہوئے کہ اموی سلطنت کا مستحکم ڈھانچہ ایک ہی جھونکے میں دھڑام سے گر گیا اور اندلس متعدد چھوٹی چھوٹی حکومتوں میں تقسیم ہوگیا۔ بنو عامر کے اس زوال کے ساتھ خاندان ابن حزم کا زوال آگیا۔ ابن حزم کا عالیشان محل جو قرطبہ کے محلے "بلاط مغیث" میں واقع تھا مسمار کر دیا گیا۔ اور ان کے والد کا ہنگاموں ہی کے دوران ۴۰۲ھ میں انتقال ہوگیا۔ ابن حزم کا قرطبہ میں رہنا ناممکن ہوگیا۔ چنانچہ ۴۰۴ھ میں وہ قرطبہ سے نکل "المریہ" میں آباد ہوگئے۔ اس کے بعد انہوں نے بلنسیہ، شاطبہ اور جزیرہ میورقہ میں بھی رہائش اختیار کی اور دو یا تین مرتبہ وزیر کی حیثیت سے بھی فرائض انجام دیئے۔ لیکن اس ہنگامہ خیز دور کی سیاست ان کو راس نہیں آئی اور انہوں نے سیاسی زندگی سے جلد ہی کنارہ کشی اختیار کرلی۔ ایک لحاظ سے یہ سیاسی تبدیلیاں ابن حزم کے لئے مفید ثابت ہوئیں کیونکہ اگر سیاسی حالات مستحکم ہوتے تو شاید ان کو سیاست چھوڑ کر قلم سنبھالنے کا بہت کم موقع ملتا اور اس طرح اندلس اپنے سب سے بڑے مصنف سے اور دنیائے اسلام ندرت فکر رکھنے والے ایک ذہین مفکر سے محروم ہو جاتی۔

ابن حزم نے تصنیف وتالیف کا آغاز غالباً ۴۰۰ھ سے کیا جب کہ ان کی عمر ۲۴ سال تھی۔ یہ سلسلہ ان کی موت تک قائم رہا۔ ۲۸ شعبان ۴۵۶ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۰۶۴ء کو جب آبائی قریہ منت لیشم میں جہاں ان کی جائداد تھی ابن حزم کا انتقال ہوا تو وہ تقریباً چار سو کتابیں اور کتابچے تصنیف کر چکے تھے جن کے اوراق کی تعداد ان کے لڑکے فضل ابو رافع کے مطابق اسی ہزار تھی۔ کثیر نویسی کی یہ ایک ایسی مثال ہے جس کی نظیر دنیا میں کم ملے گی۔ ابن حزم کا کتب خانہ بہت بڑا تھا جس میں ہر علم وفن کی کتابیں تھیں۔ حافظہ ایسا تھا کہ جو ایک بار پڑھ لیتے کبھی نہیں بھولتے تھے۔ حدیث، فقہ، منطق، فلسفہ، تاریخ ادب اور شاعری پر ان کی گہری نظر تھی اور انہوں نے ان تمام موضوعات پر کتابیں لکھیں۔ ابن حزم حافظ قرآن بھی تھے۔ ان کی تصانیف کو جس وجہ سے امتیاز حاصل ہے وہ ان کی اجتہادی شان ہے۔ وہ ہر عظیم انسان کی طرح تقلید سے دور تھے اور کسی بات کو علم ودانش کی کسوٹی پر پرکھے بغیر قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے تھے یہی وجہ ہے کہ ان کی تحریروں میں ندرت اور گہرائی پائی جاتی ہے۔

اندلس کے مسلمان اگرچہ زیادہ تر فقہ مالکی کے پیرو تھے لیکن ابن حزم شروع میں شافعی تھے پھر انہوں نے ظاہری مسلک اختیار کر لیا۔ اس مسلک کے بانی بغداد کے مشہور عالم ابو سلیمان داؤد ظاہری تھے۔ ابو داؤد کا اصول یہ تھا کہ

> "وہ ظاہری کتاب وسنت پر عمل کرتے جب تک کتاب وسنت کی کسی دلیل یا اجماع سے یہ نہ ثابت ہو کہ ظاہر کتاب وسنت مراد نہیں لیکن اگر کوئی نص نہ ملے تو ان کا عمل اجماع پر ہوتا تھا اور قیاس کو بالکل چھوڑ دیتے تھے۔ ان کا قول تھا کہ خود عموم کتاب و سنت سے ہر مسئلہ کا جواب نکل آتا ہے۔ وہ تاویل کے مخالف تھے۔"

ابن حزم کی ابتدائی تصانیف میں "محلی" بڑی مشہور تصنیف ہے۔ یہ فقہ شافعی کی بڑی

مستند کتاب ہے۔ ساتویں صدی ہجری کے مشہور مصری عالم شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے لکھا ہے کہ "جتنا علم میں نے ابن حزم کی محلیٰ اور ابن قدامہ کی مغنی میں دیکھا ہے اتنا کسی اور کتاب میں نہیں دیکھا۔"

ابن حزم نے اپنے نئے فقہی مسلک کی وضاحت اپنی کتاب الاحکام لاصول الاحکام میں کی ہے۔ ان کو حدیث کو مسائل فقہ سے منطبق کرنے میں خاص ملکہ حاصل تھا۔ اس موضوع پر ان کی کتاب "الایصال الی فہم الخصال" بہت اہم ہے اس میں انہوں نے تمام فقہی مسائل کو جمع کیا ہے۔ صحابہ تابعین اور دوسرے مسلمہ علماء کی آراء کو تفصیل سے لکھا ہے اور موافق اور مخالف دونوں پہلو پیش کئے ہیں۔ اس میں انہوں نے متعدد مقامات پر ان مسائل سے بھی اختلاف کیا ہے جو ہر فرقہ کے لئے سند ہیں۔ اس کتاب میں ان کے اعتراضات کی زد صرف مشہور علماء اور تابعین تک محدود نہیں رہی بلکہ اقوال صحابہ پر بھی پڑی ہے۔

ابن حزم کی سب سے مشہور تصنیف "الملل والنحل" ہے۔ یہ کتاب ان کی مورخانہ صلاحیت اور علم کلام میں ان کی گہری نظر کا ثبوت ہے۔ الملل والنحل مذاہب عالم کی مستند تاریخ ہے اس میں انہوں نے یہود، نصاریٰ اور اسلامی فرقوں کے عقائد پیش کرنے کے بعد ان پر تنقیدی نظر ڈالی ہے۔ یہ دنیا کی پہلی کتاب ہے جس میں مختلف مذاہب کا تقابلی مطالعہ کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں یہود و نصاریٰ کی کتابوں کا تضاد بتایا گیا ہے اور بائبل کے واقعات پر تنقید کی ہے۔ بقول حتی یہ وہ موضوع ہے جس کی طرف سولہویں صدی عیسوی میں اعلیٰ تنقید کے عروج پانے تک کسی نے توجہ نہیں کی تھی۔ اس کتاب میں ابن حزم نے ظاہری اصولوں کو پہلی مرتبہ علم کلام میں استعمال کیا اور اسلامی فرقوں پر اسی نقطۂ نظر سے تنقید کی۔ انہوں نے خدا کی صفات سے متعلق اشعری نظریئے پر خاص طور پر اعتراض کیا۔ الملل والنحل کے بعض مباحث بڑے ہی دلچسپ ہیں مثلاً ابن حزم نے اس میں زمین کے گول ہونے سے بھی بحث کی ہے اور لکھا ہے کہ قرآن و حدیث کی براہین تکویر زمین (زمین کا گول ہونا) کو بیان کرتی ہیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے قرآن کی حسب ذیل آیت پیش کی ہے۔

یکور اللیل علی النہار و یکور النہار علی اللیل رات کو گھما کے دن میں اور دن کو گھما کر رات میں داخل کرتا ہے

ابن حزم نے جادو اور سحر کی حقیقت سے بھی تفصیلی بحث کی ہے۔ کتاب الملل والنحل کا چار جلدوں میں جامعہ عثمانیہ، حیدرآباد دکن سے اردو میں ترجمہ ہو گیا ہے۔

ابن حزم کی ایک اور اہم کتاب "التقریب لحدود المنطق" تھی۔ یہ کتاب منطق کے موضوع پر تھی اور اس میں ارسطو پر سخت تنقید کی گئی تھی۔ مسلمان فلسفی چونکہ عام طور پر ارسطو کے مقلد تھے اس لئے یہ کتاب ہمعصر فلسفیوں میں پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھی گئی اور ایک معصر مورخ اور فلسفی قاضی صاعد (۴۲۰ھ تا ۴۶۲ھ) نے اپنی کتاب طبقات الامم میں یہاں تک لکھ دیا کہ یہ ایک ایسے شخص کی مخالفت ہے جس نے ارسطو کے مقصد کو نہیں سمجھا۔ اس لحاظ سے ان کی یہ کتاب بیحد لچر اور پوچ ہے۔ ابن حزم کی کتاب المنطق اب ناپید ہے۔ غالباً اس کی وجہ یہی ہو گی کہ فلسفیوں کے عام مسلک کے خلاف ہونے کی وجہ سے اس کو مقبولیت حاصل نہ ہو سکی۔ بہرحال اس کے اقتباسات الملل والنحل کی جلد اول ص۱۰، جلد سوم ص۹۰ اور جلد پنجم ص۶۴ پر پائے جاتے ہیں، جن سے ابن حزم کے خیالات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ابن حزم کے نظریات کی اب اس جدید دور میں تائید کی جا رہی ہے اور ان کو ایک نئے انداز فکر کا بانی سمجھا جا رہا ہے۔

علامہ اقبال نے اپنی کتاب "تشکیل الہیات جدیدہ" میں کئی جگہ ابن حزم کا تذکرہ کیا ہے۔ مثلاً وہ لکھتے ہیں :-

"ابن حزم نے اشعریوں کے Infinitesimals کے تصور کو رد کر دیا اور جدید ریاضی نے ان کے اس نقطۂ نظر کی توثیق کر دی" (ص۱۳۶)

"ابن حزم نے کتاب التقریب لحدود المنطق میں Sense perception پر ماخذ علم کی حیثیت سے زور دیا ہے اور اس طرح مشاہدہ اور تجربے کا راستہ نکالا۔ یہ فرض کرنا کہ تجرباتی طریقہ یورپ کی ایجاد ہے ایک غلطی ہے Dühring کہتا ہے کہ راجر بیکن (۱۲۱۴ء تا ۱۲۹۴ء) کا

جدید سائنس فرانسس بیکن (۱۵۶۱ء تا ۱۶۲۶ء) سے مقابلے میں زیادہ صحیح اور واضح ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ راجر بیکن نے اپنی سائنسی تعلیم کہاں حاصل کی؟ ظاہر ہے کہ اسلامی درسگاہوں میں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کی کتاب Opus Majus ابن ہیثم کی "المناظر" کی نقل ہے اور اس کتاب میں ابن حزم کے اثرات بھی کم نہیں۔" (ص ۱۲۹)

مصر جدید کے ایک مصنف دکتور عمر فروخ نے اپنی کتاب "عبقریۃ العرب" لکھا ہے کہ کانٹ کا یہ نظریہ کہ ذہن انسانی اشیاء کی حقیقت کو سمجھنے کے قابل ہے ساڑھے سات سو سال قبل پیش کر چکے تھے۔

ابن حزم کے فلسفیانہ اور متکلمانہ نظریات کی تو کوئی خاص مخالفت نہیں ہوئی لیک فقہی آراء کی وجہ سے اس زمانے کے علماء سے ان کے زبردست مناظرے ہوئے ابن حزمؒ طبعاً متقی، سادہ طبیعت اور منکسر المزاج تھے لیکن مزاج میں اس قدر غصہ تھا کہ اخت کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے ان کی جتنی مخالفت ہوتی تھی وہ اس کا اتنی ہی شدت سے جواب چنانچہ مشہور تھا کہ "ابن حزم کی زبان میں وہی تیزی ہے جو حجاج کی تلوار میں تھی۔" نہیں کہ ابن حزم بہت سی جگہ حد اعتدال سے بڑھ جاتے تھے۔ انہوں نے نہ صرف اما امام ابو حنیفہ اور ابو الحسن اشعری پر بدعت کے الزام لگائے بلکہ بعض سلف اور متقدمین تنقید کی اور بعض جگہ صحابہ تک کو اپنے اعتراضات کی لپیٹ میں لے لیا۔ یہ بہانے ابن حز بڑے مصائب کا باعث بن گئے۔ علمائے عصر ان کے خلاف ہو گئے اور دشمنی پر کی تذلیل کی گئی اور ان کی کتابوں کو جلایا گیا۔ جب اشبیلیہ میں ان کی کتابیں جلائی گئیں اشعار میں نہایت لطیف طنز کی۔

ابن حزم کے فقہی مسائل کی وجہ سے اگرچہ ان کی اندلس میں عام طور پر مخالف کے علم اور ذہانت کا ہم عصر علماء اور بعد کے علماء نے باوجود اختلاف کے اعتراف

قاضی صاعد نے طبقات الامم میں جہاں منطق سے متعلق ان کے خیالات کی مخالفت کی ہے وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ

"ابن حزم نے علوم شرعیہ کی بکثرت تحصیل کی اور وہ باتیں حاصل کیں جو ان سے پہلے اندلس میں کسی شخص کو حاصل نہیں ہوئیں۔"

ایک اور ہمعصر حافظ حمیدی (سنہ ۴۲۰ھ تا سنہ ۴۸۸ھ) نے جو ابن حزم کے شاگرد بھی تھے، اپنی کتاب "جذوۃ المقتبس" میں لکھا ہے کہ "میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جس میں ذکاوت حافظہ، کرم نفس اور تدین ابن حزم کی طرح جمع ہوگیا ہو۔ وہ اشعار فی البدیہہ کہتے تھے۔"

ابن حزم کے نصف صدی بعد مورخ ابن بشکوال نے ان کو اس طرح خراج تحسین پیش کیا۔ ابن حزم اہل اندلس میں سب سے زیادہ جامع العلوم تھے۔ علم اللسان، بلاغت، شعر، احادیث اور تاریخ میں وسیع علم رکھتے تھے اور علوم اسلامی میں نابغہ تھے۔" ابن حزم کے انتقال کے بعد ان کے مسلک کے خلاف متعدد کتابیں لکھی گئیں۔ ان میں قاضی ابن العربی کی کتابوں کو خاص اہمیت حاصل ہے لیکن ابن حزم کے مسلک کے لئے بتدریج جگہ پیدا ہوتی گئی اور ان کی عظمت میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ چنانچہ اندلس کے مشہور صوفی اور مفکر ابن عربی (سنہ ۱۱۶۵ء تا سنہ ۱۲۴۰ء) ان کے مسلک پر تھے اور چھٹی صدی ہجری کے وسط سے ساتویں صدی ہجری کے وسط تک موحدین کی عظیم الشان سلطنت بڑی حد تک ان ہی کے اصولوں پر قائم تھی۔ چنانچہ اس خاندان کے سب سے ممتاز اور مشہور حکمران یعقوب المنصور (سنہ ۵۸۰ھ تا سنہ ۵۹۵ھ) نے ایک مرتبہ ان کی قبر کی زیارت کے موقع پر کہا۔

"تمام علماء کو مشکل موقع پر ابن حزم کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔"

ابن حزم کی تصانیف کا بہت بڑا حصہ اب ناپید ہے۔ لیکن ان کی اہم تصانیف کی بیشتر تعداد اب بھی محفوظ ہے۔ اور کئی کتابیں زیور طبع سے آراستہ بھی ہو گئی ہیں۔ مطبوعہ کتابوں کے نام یہ ہیں۔

الاحکام لاصول الاحکام (دو جلد) الاخلاق والسیر، الملل والنحل۔ المحلی۔ المجلی شرح المحلی (۸ جلد) الناسخ والمنسوخ۔ النبذ الکافیہ فی اصول احکام الدین۔ نکت الاسلام۔

> تصور سائنس فرانسس بیکن (۱۵۶۱ء تا ۱۶۲۶ء) سے مقابلے میں زیادہ صحیح اور واضح ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ راجر بیکن نے اپنی سائنسی تعلیم کہاں حاصل کی؟ ظاہر ہے کہ اسلامی درسگاہوں میں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کی کتاب Opus Majus ابن ہیثم کی "المناظر" کی نقل ہے اور اس کتاب میں ابن حزم کے اثرات بھی کم نہیں۔" (ص ۱۲۹)

مصر جدید کے ایک مصنف دکتور عمر فروخ نے اپنی کتاب "عبقریۃ العرب" میں لکھا ہے کہ کانٹ کا یہ نظریہ کہ ذہن انسانی اشیاء کی حقیقت کو سمجھنے کے قابل ہے ابن حزم ساڑھے سات سو سال قبل پیش کر چکے تھے۔

ابن حزم کے فلسفیانہ اور متکلمانہ نظریات کی تو کوئی خاص مخالفت نہیں ہوئی لیکن ان کی فقہی آراء کی وجہ سے اس زمانے کے علماء سے ان کے زبردست مناظرے ہوئے ابن حزم اگرچہ طبعاً متقی، سادہ طبیعت اور منکسر المزاج تھے لیکن مزاج میں اس قدر غصہ تھا کہ اختلاف رائے کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے ان کی جتنی مخالفت ہوئی تھی وہ اس کا اتنی ہی شدت سے جواب دیتے تھے۔ چنانچہ مشہور تھا کہ "ابن حزم کی زبان میں وہی تیزی ہے جو حجاج کی تلوار میں تھی۔" اس میں شک نہیں کہ ابن حزم بہت سی جگہ حد اعتدال سے بڑھ جاتے تھے۔ انہوں نے نہ صرف امام مالک، امام ابو حنیفہ اور ابوالحسن اشعری پر بدعت کے الزام لگائے بلکہ بعض مسلمہ اور متفقہ عقائد پر بھی تنقید کی اور بعض جگہ صحابہ تک کو اپنے اعتراضات کی لپیٹ میں لے لیا۔ یہ مباحث ابن حزم کے لئے بڑے مصائب کا باعث بن گئے۔ علمائے عصر ان کے خلاف ہو گئے اور دشمنی پر اتر آئے۔ ان کی تذلیل کی گئی اور ان کی کتابوں کو جلایا گیا۔ جب اشبیلیہ میں ان کی کتابیں جلائی گئیں تو انہوں نے اشعار میں نہایت لطیف طنز کی۔

ابن حزم کے فقہی مسائل کی وجہ سے اگرچہ ان کی اندلس میں عام طور پر مخالفت ہوئی لیکن ان کے علم اور ذہانت کا ہمعصر علماء اور بعد کے علماء نے باوجود اختلاف کے اعتراف کیا ہے چنانچہ